

جامعہ فاروقیہ کلچرل میں علماء اور طلباء کے محض میں ایمان افروز بیان

عشق حق اوہ عشق اکابر

شیخ الحدیث عارف باللہ

حضرت مولانا شاہ عبد المہتی بن حسین صاحب بخاری شاہ

خلیفہ اجل

شیخ العرب عارف باللہ عجیذ زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد سالم خاڑہ صاحب عجمی

ابن العباس رضی اللہ عنہ

hazratmeersahib.com

تصوف کا عطر خوف، رجاء اور محبت ہیں

ارشاد فرمایا کہ میں نے حضرت خواجہ معین الدین چشتی ابجیری رحمۃ اللہ علیہ کا ایک ملفوظ دیکھا ہے جو عطر ہے تمام طریق کا۔ میں اس کو اس لئے بیان کرتا ہوں کہ اس سے میرے دوست کام لیں۔ حضرت فرماتے ہیں کہ آدمی تین چیزیں اختیار کر لے، بس کافی ہیں۔ ایک خوف، دوسرا رجاء، تیسرا محبت۔ یہ سب سنت کا رنگ ہے۔ خوف سے تو یہ ہو گا کہ گناہ نہ ہوں گے اور رجاء سے یہ ہو گا کہ طاعت کی رغبت ہو گی اور محبت سے یہ ہو گا کہ تکلیف برداشت کرے گا۔ جو امور غیر اختیار یہ ہیں جیسے حادث و مصائب وہ تو محبت کی وجہ سے برداشت کر لے گا اور جو امور اختیار یہ ہیں جیسے طاعات یا معصیت ان میں خوف اور رجاء سے کام ہو جائے گا۔ اگر آدمی کچھ بھی نہ کرے یہ تین باتیں اختیار کر لے، بس کافی ہیں۔ حضرت خواجہ ابجیری رحمۃ اللہ علیہ نے کیا اچھی بات فرمائی، آخر بڑے ہیں، کسی وجہ سے تو بڑے ہیں، بس یہی باتیں ہیں بڑے ہونے کی۔ میرا اس ملفوظ سے آج بڑا ہی جی خوش ہوا کیونکہ ایک ضرورت ہے گناہ سے بچنے کی، اس کے لئے خوف ہے۔ ایک ضرورت ہے طاعات کی، اس کے لئے رجاء ہے۔ اور ایک ضرورت ہے معصیت اور تکلیف کے وقت ثابت قدم رہنے کی، اس کے لئے محبت ہے۔ مجھے تو یہ ملفوظ دیکھ کر معلوم ہوا کہ جیسے بڑی دولت نصیب ہو گئی۔

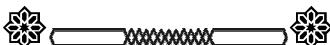
(الافتاختاں الیومیہ من الافتادات القومیہ، جلد ۳، صفحہ ۲۲۵)

محبت حق پیدا کرنے کی ترکیب

ارشاد فرمایا کہ اول تو یہ کہ نیک عمل میں بہ نیت از دیا محبت استقامت کے ساتھ مشغول رہو۔ دوم یہ کہ اللہ کا نام لتو جی لگا کر یعنی تھوڑا تھوڑا اللہ بھی کرو۔ سوم یہ کہ اہل محبت کی صحبت اختیار کرو اور وہ جو کہیں وہ کرو۔ پھر تو تھوڑے دنوں میں دل نور سے معمور ہو جائے گا اور خدا کی قسم اس قدر مخطوط ہو گے کہ تمہاری نظر میں پھر سلطنت کی بھی کچھ حقیقت اور وقعت نہ رہے گی۔ (ملفوظات حکیم الامت ج ۲۲ ص ۱۲۱)

ضروری تفصیل

نام و عنظ:	عشقِ حق اور عشقِ اکابر
نام و اعیظ:	ترجمان اکابر، شیخ الحدیث، شیخ العلماء،
تاریخ و عنظ:	حضرت مولانا شاہ عبدالستین صاحب دامت برکاتہم ۲/رذیقعدہ ۱۴۲۷ھ مطابق ۲۳ مئی ۲۰۲۳ءے بروز منگل بعد عصر
مقام:	جامعہ فاروقیہ، شاہ فیصل کالونی، کراچی
موضوع:	اکابرین دین کی پیروی کیوں ضروری ہے؟ ہمارے اکابر اور اسوہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تذکرہ کیفیاتِ عشقِ الہی
مرتب:	یکی از خدام حضرت والا دامت برکاتہم
اشاعت اول:	صفرا مظفر ۱۴۲۵ھ مطابق ستمبر ۲۰۲۳ءے
ناشر:	ادارہ تالیفات اختریہ بی ۳۸، بندھ بلوچ ہاؤ سنگ سوسائٹی، گلستانِ جوہر بلاک نمبر ۱۲ کراچی



فہرست

صفحہ نمبر

عنوانات

۱.....	تذکرہ جامعہ فاروقیہ اور حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب علیہ السلام
۷.....	حضرت حکیم الامت تھانوی علیہ السلام کے علوم میں برکت کی وجہ
۸.....	حضرت حکیم الامت تھانوی علیہ السلام کی فنا بیت
۹.....	اصلی فنا بیت یہ ہے کہ فنا بیت کا احساس بھی نہ ہے
۱۱.....	ہمارے اکابر اور ان کے دل میں توحید کی کیفیت
۱۲.....	ترکِ معصیت کا انعام
۱۳.....	حصولِ ولایت کی کوشش کرتے رہنا فرضِ عین ہے
۱۵.....	اولیاء اللہ مخصوص تو نہیں ہوتے مگر محفوظ کر دیئے جاتے ہیں
۱۶.....	حصولِ تقویٰ میں صحبتِ اہل اللہ کی اہمیت
۱۸.....	ہمارے اکابرین عملاً صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا نمونہ تھے
۱۹.....	علماء اور طلباء کے صحبتِ اہل اللہ میں جلد فیضیاب ہونے کی وجہ
۲۱.....	اہل اللہ کی قدر نہ کی تو بڑے مواخذے کا اندیشہ ہے
۲۲.....	تصویر کشی کے فتنے پر درود بھری نصیحت
۲۲.....	خیر اور برکت اکابر دین کی راہ پر چلنے میں ہے
۲۶.....	مرتکبِ معصیت عادتاً کو اصطلاحِ شریعت میں عالم ہی نہیں کہتے
۲۸.....	اکابرینِ دین کے طریق سے ہٹنے میں سراسر گمراہی ہے
۲۹.....	دینی اداروں میں دو گناہوں کی کثرت: غیبت اور بد رکھائی
۳۰.....	اتباعِ سنت کا اہتمام کرنے کی نصیحت
۳۱.....	اہل اللہ سے محبت پر عظیم الشان انعامات
۳۳.....	نفسِ شیطان سے بڑا دشمن ہے



عشق حق اور عشقِ اکابر

اَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ وَكَفَى وَسَلَامٌ عَلَى عِبَادَةِ الَّذِينَ اصْطَلَغُوا آمَّا بَعْدُ
فَاعُوذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطَنِ الرَّجِيمِ ○ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ○
وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَتَخَذُّلُ مِنْ دُونِ اللَّهِ أَنَّدَادًا يُجْمِعُهُمْ كَحْبُ اللَّهِ
وَالَّذِينَ أَمْنَوْا أَشَدُ حُبَّا لِلَّهِ

(سورۃ البقرۃ: آیۃ ۱۶۵)

(ترجمہ: اور بعضے لوگ وہ ہیں جو سوائے خدا تعالیٰ کے اوروں کو بھی شریکِ خدائی قرار دیتے ہیں اور ان سے ایسی محبت رکھتے ہیں جیسی محبت اللہ سے رکھنا چاہیے، اور جو مومن ہیں وہ تو اللہ کے ساتھ شدید ترین محبت کرنے والے ہوتے ہیں)

وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ حُبَّكَ وَ حُبَّ مَنْ يُحِبُّكَ وَ الْعَمَلَ الَّذِي يُبَلِّغُنِي حُبَّكَ
(رواه الترمذی. مشکوہ المصابیح: (قدیسی): باب جامع الدعاۃ، ص ۲۱۹)

(رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! میں آپ سے چاہتا ہوں آپ کی محبت اور جو بندے آپ سے محبت رکھتے ہیں ان کی محبت اور ایسے اعمال کی محبت جو مجھے آپ کی محبت کو پہنچا دے، آپ کا دیوانہ بنادے)

وَقَالَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَ السَّلَامُ

إِنَّ أَهْلَ بَيْتِنِي هُؤُلَاءِ يَرُونَ أَثْمَهُمْ أَوْلَى النَّاسِ بِنَ وَ إِنَّ
أَوْلَى النَّاسِ بِنِ الْبُتْقُونَ مَنْ كَانُوا وَ حَيْثُ كَانُوا

(صحیح ابن حبان: جزء ۲ ص ۳۱۵ رقم ۷۲۳); (معجم الكبير للطبراني: جزء ۲۰ ص ۲۰۱ رقم ۲۲۱)

(آپ ﷺ نے فرمایا: میرے اہلِ بیت، وہ لوگ یوں گمان کرتے ہیں کہ وہ مجھ سے

گھرے تعلق والے ہیں، درحقیقت مجھ سے گھرے تعلق والے وہ لوگ ہیں جو اللہ سے ڈرتے ہیں، کتابوں سے بچتے ہیں، چاہے وہ جو لوگ بھی ہوں اور جہاں کہیں بھی ہوں)

وَقَالَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ

مَنْ أَحَبَ سُنْنَتِي فَقَدْ أَحَبَّنِي وَمَنْ أَحَبَّنِي كَانَ مَعِي فِي الْجَنَّةِ
(کان متعی: قال القاری بفتح اليماء وسکونها)

(وفي رواية) مَنْ أَحَبَّنِي سُنْنَتِي فَقَدْ أَحَبَّنِي وَمَنْ أَحَبَّنِي كَانَ مَعِي فِي الْجَنَّةِ
(مشکوٰۃ المصابیح: قدیمی، باب الاعتصام بالكتاب والسنۃ، ص ۳۰)

(آپ ﷺ نے فرمایا: جس نے میری ادائیں سے محبت کی، اُس نے مجھ سے محبت کی
اور جس نے مجھ سے محبت کی وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا، مجھ سے قریب ہوگا)

وَقَالَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ

أَلْبَرَكَةُ مَعَ أَكَابِرِكُمْ

(المستدرک على الصحيحين للحاکم: (دار الكتب العلمية)، كتاب الإيمان، جزء اص ۱۳)

(وفي رواية) **أَلْخَيْرُ مَعَ أَكَابِرِكُمْ**

(المناقص الحسنة للسخاوى: (دار الكتاب العربي، بيروت)، جزء اص ۲۳، در ق ۷۰)

(تمام برکتیں اور تمام بھلایاں تمہارے اکابر کے راستے ہی میں ہیں)

الله تعالیٰ ہم سب کو معاف فرمادے، اپنا بنالے، اپنی محبت سے نوازے،
معرفت سے نوازے اور اپنی اطاعت سے نوازے، ہمارے قلوب کو انوارِ رضا و قرب سے
معمور فرمادے۔ اترام تقویٰ کی توفیقات سے نوازے، اتباعِ سنت کی توفیقات سے
نوازے، اکابر دین کی محبت، عظمت، ادب اور اتباع سے نوازے۔

تذکرہ جامعہ فاروقیہ اور حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ
میرے دوستو! یہ جو آپ کا دینی ادارہ جامعہ فاروقیہ ہے، الحمد للہ! دل وجہان سے
اس ادارے کے ساتھ اس غلام کو محبت کی نعمت حاصل ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت علامہ مولانا
سلیم اللہ خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے درجات کو بے شمار بلند فرمائے، حضرت سے ملاقات کا

شرف مجھ کو حاصل ہے، بگلہ دیش میں اُن کو دیکھا تھا اور جب کراچی آیا تو حضرت سے ملنے کے لئے اپنے شیخ کی اجازت سے جامعہ فاروقیہ آیا تھا اور حضرت ﷺ سے ملاقات کا شرف یہاں بھی حاصل ہوا۔ حضرت مولانا کے اندر ایسی فنا بیت اور توضیح تھی، ایسے اعلیٰ اخلاق تھے کہ سجادۃ اللہ تعالیٰ و محمدہ! اپنے اکابر کا نمونہ تھے، اللہ تعالیٰ ان کے درجات کو بہت بہت بلند فرمائے، ان حضرات کے راستے پر چلنے کی توفیقات سے اللہ ہمیں بھی نوازے۔ کسی بزرگ نے فرمایا۔

تا بہ منزل صرف دیوانے گئے	لوٹ آئے جتنے فرزانے گئے
منتد رستے وہی مانے گئے	جن سے ہو کر تیرے دیوانے گئے

دیوانوں کا راستہ ہی صراطِ مستقیم کا راستہ ہے، اللہ کی محبت، دین کی عظمت ان بزرگوں اور اکابر دین کے اندر جس طرح تھی، تو یہ سب حضرات دین پر چلنے کے لئے اور زندگی بنانے کے لئے نمونے ہیں ہمارے لئے۔

ہمارے حکیم الامت مجدد الملت مولانا شاہ اشرف علی تھانوی نقشبند مرقدہ فرمایا کرتے تھے کہ اپنے اکابر دین کے نمونے پر اپنے آپ کو بناؤ، ان کی رفتار، ان کی گفتار، ان کے کروار، ان کا اٹھننا بیٹھنا، ان سب چیزوں کو اپنی دینی زندگی کے لئے نمونہ سمجھو۔ اور فرمایا کہ اسی میں دین کی حفاظت ہے، سجادۃ اللہ تعالیٰ و محمدہ!

حضرت حکیم الامت تھانوی نقشبندی کے علوم میں برکت کی وجہ

حضرت حکیم الامت تھانوی نقشبند مرقدہ جب بیان فرماتے تھے تو علوم کی موسلا دھار بارش ہو رہی ہوتی تھی، بیان میں علوم اس طرح برستے تھے، تو کسی عالم نے جا کر حضرت حکیم الامت سے عرض کیا کہ حضرت! دارالعلوم دیوبند میں ہم نے بھی پڑھا، آپ نے بھی پڑھا تو اس کے بعد آپ نے کتنی کتابوں کا مطالعہ فرمایا کہ اتنے علوم آپ کے بیان میں برستے ہیں؟ فرمایا کہ بھی! جو کتابیں آپ نے پڑھیں، وہی کتابیں میں نے بھی پڑھیں، لیکن تھوڑا سا فرق ہے کہ میں نے کتب بینی سے کہیں زیادہ ”قطب بینی“ کی ہے

اور میرے اقطاب ثلاش تین قطب تھے، حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر کی علیہ السلام، امام ربانی حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی علیہ السلام اور حضرت مولانا یعقوب نانوتوی علیہ السلام، ان تین اکابر دین کی صحبت میں اٹھنے بیٹھنے کی مجھے توفیق حاصل ہوئی، ان کی شفقت مجھے حاصل ہوئی، ان کی دعا بخیں اور توجہات مجھے حاصل ہوئی ہیں، اسی کی یہ برکت ہے، اسی سے اللہ تعالیٰ نے میرے علم میں یہ برکت عطا فرمائی ہے۔

حضرت حکیم الامت تھانوی علیہ السلام کی فناست

اور جب حضرت حکیم الامت^ر مضاہم لکھتے تھے یا بیان فرماتے تھے تو جس طرح علوم کی بارش ہوتی تھی اس پر حضرت حکیم الامت نو محدث مرقدہ اپنے آپ کو خطاب کر کے فرماتے تھے۔

تمہاری کیا حقیقت تھی میاں آہ	یہ سب امداد کے لطف و کرم تھے
------------------------------	------------------------------

میاں اشرف علی! یہ نہ سمجھنا کہ تم کچھ ہو، تمہاری کچھ بھی حقیقت نہیں ہے، یہ سب اپنے شیخ حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر کی علیہ السلام کا فیض ہے، ان کی برکتیں ہیں اور کچھ نہیں ہے۔ ایک مرتب حضرت حکیم الامت تھانوی نو محدث مرقدہ نے بڑے مجمع میں بیان فرمایا، اس میں ایک وکیل صاحب بھی تھے جو فارسی دان تھے، حضرت والا کے علم سے سارا مجمع اتنا متاثر تھا کہ جب بیان ختم ہوا تو یہ وکیل صاحب حضرت حکیم الامت علیہ السلام کے قریب پہنچے اور حضرت سے عرض کیا، اور بے ساختہ یہ شعر پڑھا۔

تو مکمل از کمالِ کیستی

تو مجمل از جمالِ کیستی

آپ کو یہ کمالات کہاں سے حاصل ہوئے؟ ایسا جمال ایسا نور آپ کو کہاں سے حاصل ہوا ہے؟ حضرت حکیم الامت بھی خاص کیفیت میں تھے۔

گہے بر طارمِ اعلیٰ نشیتم

گہے بر پشت پائے خود نہیتم

(کبھی تو بلند آسمان پر، عالمِ بالا کے تجلیات کی بلندی پر فائز ہوتا ہوں اور کبھی بینائی ایسی ختم ہو جاتی ہے کہ اپنا پاؤں بھی نظر نہیں آتا)

اس وقت حضرت حکیم الامت تھانوی نوْلِہٰ مرتضیٰ کی اپنے وجود پر کچھ بھی نظر نہیں بلکہ جو عنایاتِ باری تعالیٰ اس وقت ہو رہی تھیں اور جہاں سے انوار برس رہے تھے، اس پر نظر نہیں اور جس واسطے سے یہ نعمتیں حاصل ہوئی تھیں اس پر نظر نہیں تو حضرت نے برجستہ فرمایا۔

من مکمل از کمالِ حاجیم

من مجمل از جمالِ حاجیم

یہ سب اپنے حاجی امداد اللہ مہاجر کی عَزَّةَ اللَّهِ کے کمالات ہیں، اس غلام کی ذات پر انہی کے جمال و کمال کا ظہور ہے، انہی کی صحبت، دعا اور تعلق کے برکات کا ظہور ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو فنا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ حضرت حکیم الامت نوْلِہٰ مرتضیٰ فرماتے ہیں کہ لوگ سمجھتے ہیں کہ بڑا بننے میں خطا ہے، دوستو! خطا تو اپنے آپ کو مٹانے میں ہے اور فرمایا کہ یہ وہ نعمت ہے کہ جس کے حصول کے لئے بندگانِ خدا نے سلطنتیں چھوڑ دیں۔

اصلی فنا نیت یہ ہے کہ فنا نیت کا احساس بھی نہ رہے

ہندوستان کے بڑے مشہور ترین بزرگ مولانا شاہ محمد احمد صاحب الآبادی عَزَّةَ اللَّهِ فرمایا کرتے تھے۔

کچھ ہونا مرا ذلت و خواری کا سبب ہے

یہ ہے مرا اعزاز کہ میں کچھ بھی نہیں ہوں

اس پر ہے مجھے ناز کہ میں کچھ بھی نہیں ہوں

اللہ تعالیٰ ہمیں مٹنے کی توفیق عطا فرمادے، اپنے آپ کو مٹانے کی توفیق عطا فرمادے۔

حضرت حکیم الامت نوْلِہٰ مرتضیٰ فرمایا کرتے تھے کہ اگر کسی نے اپنے آپ کو اس طرح سے مٹایا، اب اُس کو یہ احساس ہے کہ ہم تو مٹ چکے، ہمیں فنا نیت حاصل ہے، فرمایا کہ

اس کے اندر تکبر موجود ہے، فنا نیت کی دولت اسے اب تک حاصل نہیں ہوئی۔ اگر فنا نیت حاصل ہوتی خدا کی قسم! اس کو کبھی احساس ہی نہیں ہوتا کہ ہم فنا ہو چکے ہیں، بلکہ وہ ہمیشہ پیاسے رہتے ہیں کہ اے اللہ تعالیٰ! ہمیں عبدیت حاصل ہو جائے، ہمیں فنا نیت کی نعمت عطا فرمادے۔ فرمایا کہ جس طرح ایک آدمی سورہ ہے، اگر سوتے ہوئے اس کو احساس ہوتا ہے کہ ہاں! ابھی ہم سورہ ہے ہیں، تو یہ سویا ہو انہیں ہے۔ اگر سویا ہوا ہے تو اس کو احساس کیسے ہو کہ ہاں! ابھی ہم سورہ ہے ہیں، واقعی اگر سورہ ہا ہے تو اس کو سونے کا احساس بالکل ختم ہو جاتا ہے۔ اسی طریقے سے جب عبدیت اور فنا نیت حاصل ہوتی ہے تو فنا نیت کا احساس بھی ختم ہو جاتا ہے۔ حضرت حکیم الامت تھانوی نوْهُ اللَّهُ مِرْقَدْہ فرمایا کرتے تھے۔

خودی جب تک رہی اس کو نہ پایا

جب اس کو ڈھونڈ پایا خود عدم تھے

اور کسی بزرگ نے کیا خوب فرمایا جس کو مولانا شاہ عبدالغنی صاحب پھولپوری نوْهُ اللَّهُ مِرْقَدْہ نے اپنے بیان میں ذکر کیا تھا۔

ہو فنا ذات میں کہ تو نہ رہے

تری ہستی کی رنگ و بو نہ رہے

اللہ تعالیٰ وہ نعمت ہم سب کو عطا فرمادے۔ میرے دوستو! توحید کا اور اللہ تعالیٰ کی عظمت کا اس قدر غلبہ ہو، اتنا استحضار ہو کہ پھر وہ خودی بالکل ختم ہو جائے گی:

((قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

لَيْسَ لَهَا جَابٌ دُونَ اللَّهِ حَتَّى تَخْلُصَ إِلَيْهِ۔ رواه الترمذی))

(مشکوٰۃ المصائبیح: (قدیسی)، باب ثواب التسیح والتعمید، ص ۲۰۲)

واقعی طور پر لا الہ الا اللہ اگر قلب کی گہرائی سے نکلے تو پھر اللہ اور لا الہ الا اللہ کے درمیان کوئی بھی پردہ نہیں ہوتا اَنَّ النَّكَرَةَ إِذَا وَقَعَتْ تَحْتَ النَّفْقِ تُفْيِي الْعُمُومَ۔ فرمایا کہ کوئی بھی حجاب نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ وہ ایمان ہمیں عطا فرمادے، وہ مقام توحید ہم سب کو عطا فرمادے۔ حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب عَلِیُّ اللَّهُ ایک شاعر کا شعر ذکر فرماتے تھے۔

توحید تو یہ ہے کہ بس خدا حشر میں کہہ دے
 یہ بندہ دو عالم سے خفا میرے لئے ہے
 کہ دل میں کچھ نہ ہو سوائے اللہ کے، بس اللہ ہی اللہ ہو۔ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب
 مہاجر کی عَزِیْزَةُ اللہِ کعبہ شریف کے سامنے غلافِ کعبہ پکڑ کر روتے تھے اور فرماتے تھے
 کوئی تجھ سے کچھ کوئی کچھ مانگتا ہے
 الہی میں تجھ سے طلب گار تیرا
 اللہ تعالیٰ ایسا ایمان، ایسا مقامِ توحید، ہم سب کو عطا فردو۔

ہمارے اکابر اور ان کے دل میں توحید کی کیفیت
 ہمارے حضرت حکیم الامت تھانوی نوْبِلِ اللہ مرقدہ کے مشہور ترین خلیفہ عارف ہند
 خواجہ عزیز الحسن مبذوب عَزِیْزَةُ اللہِ فرماتے ہیں۔
 دل مرا ہوجائے اک میدان ہو
 تو ہی تو ہو تو ہی تو ہو تو ہی تو
 اور ہرے تن میں بجائے آب و گل
 درد دل ہو درد دل ہو درد دل
 غیر سے بالکل ہی اٹھ جائے نظر
 تو ہی تو آئے نظر دیکھوں جدھر
 ہمارے امام ربانی حضرت مولانا رشید احمد گنوہی نوْبِلِ اللہ مرقدہ جب ذکر فرماتے تھے،
 تو یہ شعر پڑھا کرتے تھے۔

بے جبابنه درآ از در کاشانه ما
 کہ کسے نیست بجز یاد تو در خانه ما
 اے محبوب! آپ کی یاد کے علاوہ ہمارے دل میں کچھ نہیں ہے، بس اب تو آپ اس
 قلب کے اندر بے جبابنه جلوہ فرماؤ جو جائیے، اس قلب کو اپنی معیتِ خاصہ عطا فرمادیجئے

اور مورِ تجلیاتِ خاصہ بنادیجئے۔ حضرت حکیم الامت تھانوی نوْحَهُ اللہ مرقدہ کے خلیفہ خواجہ عزیز الحسن مجذوب عَلَیْہِ السَّلَامَ نے حضرت حکیم الامت سے عرض کیا کہ حضرت جی! آج ایک شعر ہوا ہے، فرمایا کہ سنادو تو خواجہ صاحب نے وہ تازہ شعر سنایا۔

ہر تمنا دل سے رخصت ہو گئی

اب تو آجا اب تو خلوت ہو گئی

کہ اس دل کو اے محبوب پاک آپ کے لئے بالکل خالی کر لیا ہے، کوئی نہیں ہے اس دل میں، سوائے آپ کے کچھ بھی تمباں نہیں ہے، سبحان اللہ و بحمدہ! حضرت حکیم الامت تھانوی عَلَیْہِ السَّلَامَ اس شعر کو سن کر اس قدر خوش ہوئے، اتنے مست ہو گئے، فرمایا کہ خواجہ صاحب! اگر میرے پاس ایک لاکھ روپے ہوتے تو آپ کو انعام دیتا! کیا بات تھی بھی سبحان اللہ!

ترکِ معصیت کا انعام

بس ہم ارادہ کر لیں کہ گناہ ہر گز نہیں کرنا ہے، اپنے مالک کو ناراض نہیں کرنا ہے۔ انسان جب گناہوں کو چھوڑ دیتا ہے تو پھر ایسا دل عطا ہو جاتا ہے۔ اگرچہ گناہوں کے چھوڑنے کی وجہ سے دل پر ایک چوت تو لگتی ہے، ایک سخت غم اس کو برداشت کرنا پڑتا ہے لیکن اس غم اور اس چوت کی برکت سے عظیم الشان محبت عطا ہوتی ہے، عظیم الشان عشقِ حق اور درِ دل عطا ہو جاتا ہے۔ گناہوں کو چھوڑنے کی وجہ سے اور گناہوں سے دور رہنے کی وجہ سے دل پر جو غم ہوتا ہے اس کے بارے میں حضرت اصغر گونڈوی عَلَیْہِ السَّلَامَ فرماتے ہیں کہ لوگوں نے پھول لئے، گلتاں لئے اور میں نے کیا لیا؟ میں نے داغِ دل لیا، مجھے داغِ دل اور داغِ عشقِ محبوب پاک پسند آیا۔

ہم نے لیا ہے داغِ دل کھو کے بھاڑ زندگی

اک گلِ تر کے واسطے میں نے چمن لٹادیا

میرے دوستو! گناہوں کو چھوڑنے کی وجہ سے ہی تعلق مع اللہ عطا ہوتا ہے۔ ہمارے حضرت حکیم الامت عَلَیْہِ السَّلَامَ فرمایا کرتے تھے کہ تعلق مع اللہ دولتِ عظیم ہے اور طریق

اس کے حصول کا دوامِ طاعت اور کثرتِ ذکر ہے۔ دوامِ طاعت کے معنی دوامِ اطاعت، یعنی ہمیشہ اللہ تعالیٰ کافر مانبردار ہنا، محمد بھر کے لئے بھی گناہوں میں ملوث نہ ہونا۔

میرے شیخ عارف باللہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب علیہ السلام فرماتے تھے کہ ہر سانس اپنے مالک پر فدا کرو، ایک سانس کے لئے بھی اپنے مالک کو ناراض نہ کرو۔ اور فرماتے تھے کہ جس بندے کو یہ توفیق حاصل ہو جاتی ہے کہ ہر سانس اپنے مالک پر فدا کرتا ہے، اللہ کی ہر ناراضگی سے وہ دور رہتا ہے تو صدقین کا رتبہ اس کو حاصل ہو جاتا ہے، ایمان صدقین، زندگی صدقین اس کو حاصل ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ہر گناہ چھوڑنے کے لئے قبول فرمائے۔ دوستو! ہر گناہ چھوڑنے کے لئے ہم دل سے ہمت کریں۔ حضرت حکیم الامت تھانویؒ فرماتے ہیں کہ جہاں بندہ ہمت کرتا ہے، وہیں اللہ تعالیٰ کی مدد پہنچ جاتی ہے، فرمایا کرتے تھے خود ہمت کرو، اور ہمت کی دعماً نگتے رہو، اور خاصانِ خدا سے ہمت کی دعا کرو۔ یہیں کام کرو گے تو تمام ہی گناہ چھوٹ جائیں گے۔

حصوں والا یت کی کوشش کرتے رہنا فرضِ عین ہے

اور حضرت حکیم الامت تھانویؒ نے اللہ تعالیٰ مرقدہ فرماتے ہیں کہ اللہ کا ولی ہونا فرضِ عین ہے، جیسا کہ پانچوں وقت کی نمازیں فرضِ عین ہیں، اسی طریقے سے اللہ کا ولی ہونا بھی فرضِ عین ہے کیونکہ ولایت مرکب ہے دو چیزوں سے: ایمان اور تقویٰ۔ ایمان تو اللہ تعالیٰ نے اپنے کرم سے عطا فرمائی دیا ہے باقی ایک ہی کام کرنا ہے، وہ کیا ہے؟ تقویٰ۔ اور فرمایا کہ تقویٰ کیا ہے؟ گناہوں کو چھوڑنا۔ اور گناہوں کو چھوڑنا فرضِ عین ہے، بلکہ فرمایا کہ گناہ تو گناہ ہی ہے، فرائض و واجبات کا چھوڑنا بھی گناہ ہے۔ تو حاصل یہ ہوا کہ بس گناہوں کو چھوڑ دو، ولی اللہ بن جاؤ گے اور اس کی دلیل یہ آیت پاک ہے:

﴿أَلَا إِنَّ أُولَيَاءَ اللَّهِ لَا خُوفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ﴾

اللّذينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ

(سورۃ یونس: آیات ۲۲، ۲۳)

حق تعالیٰ قرآنِ پاک میں فرماتے ہیں خوب سن لو! جو اللہ والے ہوتے ہیں، اولیاء اللہ ہوتے ہیں، ان کے لئے کوئی خوف نہیں ہے، کوئی غم نہیں ہے، کوئی پریشانی کی بات ان کے لئے نہیں ہے۔ اور ولی کون ہے؟ اولیاء اللہ کون ہیں؟ **الَّذِينَ أَمْنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ**، جو ایمان والے ہیں، سینے میں ایمان رکھتے ہیں اور زندگی میں تقویٰ رکھتے ہیں، تقویٰ ان کے ساتھ ہے، مستمر علی التقویٰ ہیں یعنی الترا مِ تقویٰ رکھتے ہیں۔ ایمان کے ساتھ جب تقویٰ کا دوام ہوتا ہے تو خدا کی قسم! ایسا بندہ ولی اللہ بن جاتا ہے۔ پھر جب وہ نسبت مع اللہ حاصل ہوتی ہے، وہ تعلق مع اللہ حاصل ہوتا ہے، وہ نور عطا ہوتا ہے، تو پھر نگاہ ہیں بدل جاتی ہیں، آسمان بدل جاتا ہے، اس کی زمین بدل جاتی ہے، اس کی پوری دنیا ہی بدل جاتی ہے، نگاہِ عشق کا عالم ہی کچھ اور ہوتا ہے، بقول حضرت اصغر گونڈوی حَفَظَ اللَّهُ عَنْهُ کے

اب وہ زمان نہ وہ مکاں اب وہ زمیں نہ آسمان

ٹو نے جہاں بدل دیا آکے مری نگاہ میں

اب نہ کہیں نگاہ ہے، اب نہ کوئی نگاہ میں

محو کھڑا ہوا ہوں میں حُسن کی جلوہ گاہ میں

لوگ کہتے ہیں کہ اولیاء اللہ پہچانے نہیں جاتے۔ حضرت حکیم الامت تھانوی نَوْهُ اللَّهُ مِرْقَدُهُ
اپنے بیانات میں شانِ عشق پر یہ شعر پڑھتے تھے۔

مرِ حقانی کی پیشانی کا نور

کب چھپا رہتا ہے پیشِ ذی شعور

جو اللہ والا ہوتا ہے تو اس کے قلب کے اندر اتنے انوار ہوتے ہیں، انوار کا ایسا طوفان ہوتا ہے،

وہ اس کو چھپا نہیں سکتا۔ وہ انوار اس کے چہرے پر، اس کی پیشانی پر بھی جھلکتے ہوتے ہیں۔

قرآنِ پاک میں صحابہ کرام صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ کی تعریف فرماتے ہوئے حق تعالیٰ فرماتے ہیں:

سَيِّدُهُمْ فِيٗ وُجُوهٍ هُمْ مِنْ أَثْرِ السُّجُودِ (سورۃ الفتح: آیہ ۲۹) کہ میرے ان بندوں

کے دل کے اندر ایسا نور ہے کہ اس کا ظہور ان کے چہرے پر ہوتا ہے، ان کے چہرے پر

نور ہی نور ہے۔ آپ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ نے حدیث پاک میں ارشاد فرمایا کہ اللہ والے ایسے ہوتے ہیں:

((سُلَيْلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَوْلَيَ اللَّهَ
قَالَ اللَّهُ زَيْنٌ إِذَا رُأَوْا ذُكْرَ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ))

(السنن الكبرى للنسائي: (مؤسسة الرسالة - بيروت)، ج ۱۰، ص ۱۲۳)

کامل الایمان یہ اولیاء اللہ ایسے ہوتے ہیں کہ ادا رُأوا ذُکْرَ اللَّهِ، ان حضرات کو دیکھتے ہی
اللہ یاد آتے ہیں، اللہ کی یاد پر آدمی مجبوہ ہو جاتا ہے۔ نسبت مع اللہ کا ایسا اثر ہے، ایسی
تاثیر ہے، ایسی شان ہے اور ایسی قوت ہے، صولات (دبدبہ) ہے۔

اولیاء اللہ مخصوص تو نہیں ہوتے مگر محفوظ کر دیئے جاتے ہیں

حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب الآبادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں نسبت کے لوازم
اور آثار میں سے ہے کہ آدمی اللہ کی ناراضی کے راستے میں جانہیں سکتا، اس میں ٹھہر نہیں سکتا،
اس کی بہت کرنہیں پاتا۔ اور میرے شیخ رحمۃ اللہ علیہ اس کی شرح کرتے ہوئے فرماتے تھے کہ
گناہ کرنے کی قدرت تو ہوتی ہے لیکن اس قدرت کو استعمال کرنے کی قدرت
ختم ہو جاتی ہے۔ حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب الآبادی رحمۃ اللہ علیہ کے بقول۔

نسبت اسی کا نام ہے نسبت اسی کا نام

ان کی گلی سے آپ نکلنے نہ پائیے

جب نسبت مع اللہ عطا ہو جاتی ہے، پھر آدمی اللہ کو ناراض کرنے والا کام نہیں کر سکتا، ایسی
عادت نہیں رکھ سکتا۔ ہاں یہ بات ہے کہ وہ نبی تو نہیں ہے، بلکہ نبی کا غلام ہے لہذا مخصوص بھی
نہیں ہے، البتہ اولیاء اللہ مخصوص ہوتے ہیں، اللہ کی طرف سے ان کی حفاظت کی جاتی ہے۔
علامہ قشیر رحمۃ اللہ علیہ کا یہ مضمون ملائی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے مشکوہ کی شرح مرقاۃ میں نقل فرمایا ہے:

((وَمِنْ كَلَامِ الْقُشَيْرِيِّ: مِنْ أَمَارَاتِ وَلَا يَتَّهِيَ تَعَالَى لِعَبْدِهِ أَنْ يُدِينُهُمْ
تَوْفِيقَةً، حَتَّى لَوْ أَرَادُوْءَ أَوْ قَصَدَ حَظْوَرًا عَصَمَةً عَنِ ارْتِكَابِهِ وَلَوْ

جَنَحَ إِلَى تَقْصِيرٍ فِي طَاعَتِهِ أَبَي إِلَّا تَوْفِيقًا لَّهُ تَأْلِيْدًا))

(مرقاۃ المفاتیح: (رشیدیہ)، ج ۵، ص ۱۹۱، رقم ۲۲۸۸)

کسی بھی برائی کا اگر وہ قصد کریں، ارادہ بھی کریں تو اللہ تعالیٰ اپنے کرم سے ان کو محفوظ فرماتے ہیں۔ اور یہ نعمت اہل اللہ کی صحبت کی برکت سے حاصل ہوتی ہے۔

امامِ ربانی حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی نقشبندیہ تعالیٰ مرقدہ نے اہل اللہ کی صحبت کی عظمت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ عبادات اور اعمال قبول ہوتے ہی ہیں اخلاص کی برکت سے، اور اخلاص حاصل ہوتا ہے اہل اللہ کی صحبت سے۔ لوگ سمجھتے ہیں کہ ہمیں اخلاص حاصل ہے، ہمیں اخلاص حاصل ہے، لیکن۔

بُنَماْ بِهِ صَاحِبُ نَظَرٍ گُوہْرُ خُودُ رَا

کَعَسِّيْلُ تَوَالُ گَشْتُ بِهِ تَصْدِيقٍ خَرَےْ چَنْدُ

(ترجمہ: تم جس چیز کو اپنا بڑا فیضی موتی سمجھ رہے ہو، کسی صاحبِ نظر کو، کسی ماہرِ حقیقت کو دکھاؤ تو سہی۔ خوب یاد رکھو کہ گدھوں کے ایک گروہ کی تصدیق اور نظر سے کوئی عیسیٰ نہیں بن جاتا!)

حصولِ تقویٰ میں صحبتِ اہل اللہ کی اہمیت

میرے دوستو! اپنے خیال و تصور اور وہ مگان سے اللہ والا بن جانا اور یہ کہ مجھے عبدیت حاصل ہو گئی، اور یہ کہ مجھے اخلاص حاصل ہو گیا، ایسا نہیں چاہیے۔
قرآنِ پاک میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿الرَّحْمَنُ فَسَلِّلْ بِهِ خَبِيرًا﴾

(سورۃ الفرقان: آیہ ۵۹)

(ترجمہ: رحمٰن کی شان کو اور عظمت کو، ان کی مرضیات اور حقوق کو کسی باخبر سے پوچھو اور فرمایا کہ:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَ كُوْنُوا مَعَ الصَّدِيقِينَ﴾

(سورۃ التوبۃ: آیہ ۱۱۹)

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو۔ اور اس کے معنی تمام مفسرین نے یہ بیان فرمائے ہیں کہ

اللہ تعالیٰ کے احکامات کی تعمیل کرو، منہیات سے دور رہو، یہی اتّقُوا اللہ ہے، لیکن ساتھ ہی ساتھ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وصول الی اللہ کے لئے اتنا ہی کافی نہیں ہے، اس کے ساتھ ایک اور کام کرنا ہے وَكُونُوا مَعَ الصُّدِّيقِينَ۔ جس کا ترجمہ حضرت تھانوی عَلِيِّ اللہِ تَعَالَیٰ نے اپنے ایک وعظ میں اس طرح فرمایا کہ ”اور پچوں کے ساتھ رہ پڑو“ سچان اللہ تعالیٰ و مجہد! لہذا صادقین کے راستے اور ان کی ہدایاتِ دینی کا اتباع لازم ہے، اس سے ہٹنا اخراج عن الدین کا سبب بنتا ہے۔

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی نقْدِ مرقدہ جن کو ”ابو حنیفہ وقت“ کہا جاتا ہے، وہ امامِ ربانی حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی عَلِيِّ اللہِ تَعَالَیٰ جن کے سامنے مجد و عظم حکیم الامت حضرت تھانوی عَلِيِّ اللہِ تَعَالَیٰ مارے ادب کے بالکل خاموش رہتے تھے، ان سے کسی عالم نے پوچھا کہ حضرت! آپ جیسے عالم دین کو کیا ضرورت پڑی، کون سی حاجت پیش آئی کہ آپ حاجی امداد اللہ مہاجر کی عَلِيِّ اللہِ تَعَالَیٰ کے پاس گئے جو درسِ نظای اور ظاہری علم کے لحاظ سے اتنے اوپنچے درجے کے عالم بھی نہیں ہیں۔ مشہور تو یہ ہے کہ حضرت حاجی صاحب نے کافیہ تک پڑھا تھا، اور بعض حضرات نے اس کو بھی ذکر کیا کہ حضرت حاجی صاحب نے مشکلوہ کے درجہ تک پڑھا، یا پھر یہ کہ مشکلوہ شریف بھی پڑھی، لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کے علم میں برکت عطا فرمائی۔ تو بہر حال! حضرت گنگوہی عَلِيِّ اللہِ تَعَالَیٰ سے جب پوچھا گیا کہ آپ کیوں گئے حاجی صاحب کے پاس؟ تو حضرت گنگوہی نے فرمایا کہ ہم حاجی صاحب کے پاس مسائل پوچھنے نہیں گئے، مسائل تو حاجی صاحب ہم سے پوچھیں گے، لیکن ہم حاجی صاحب کے پاس اس لئے گئے تاکہ ہماری معلومات معمولات بن جائیں۔ کیا مطلب؟ صرف علم حاصل کرنا اور حقیقت بن جاننا نجاتِ آخرت کے لئے کافی نہیں ہے، علمِ شریعت کے مطابق ظاہر اور باطن اعلیٰ زندگی بنانا ضروری ہے اور حقیقت یہ ہے کہ اہل اللہ کی صحبت اور تعلق ہی کی برکت سے توفیق عمل عطا ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اولیائے دین کی اور اکابر امت کی قدر کرنے کی توفیقات سے ہم سب کو نوازے، محرومی سے اللہ تعالیٰ ہماری حفاظت فرمائے۔

ہمارے اکابرین عملًا صحابہ کرام ﷺ کا نمونہ تھے

ہمارے حضرت حکیم الامت مجدد الملت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ مولانا قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ اور یہ مولانا شیدا حمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ یہ حضرات اتنے بڑے ہیں، اتنے اوپرے ہیں، ان ہی علمائے دین سے پوچھو کہ حاجی صاحب[ؒ] کے پاس جانے سے پہلے ان کا کیا مقام تھا اور حاجی صاحب[ؒ] کے پاس جانے کے بعد کیا مقام حاصل ہوا؟ حضرت حکیم الامت فرماتے ہیں کہ ان کو یہ مقام اور بلندی حضرت حاجی صاحب[ؒ] کی صحبت کی برکت سے حاصل ہوئی۔ اور یہ بات حضرت حکیم الامت[ؒ] اتنا مست ہو کہ فرماتے تھے کہ جب کسی نے کہا کہ اس زمانے میں امام غزالی نہیں ہیں، اس زمانے میں امام فخر الدین رازی نہیں ہیں، تو حضرت حکیم الامت تھانوی نقشبندی تعالیٰ مرقدہ نے فرمایا کہ کون کہتا ہے کہ اس زمانے میں امام غزالی اور امام فخر الدین رازی نہیں ہیں، پھر ان دونوں بزرگوں (مولانا نانوتوی اور مولانا گنگوہی) کا نام لے کر فرمایا کہ ہمارے یہ حضرات امام غزالی اور امام فخر الدین رازی سے کم نہیں ہیں۔ اور حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر بنی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں تو خود مولانا شیدا حمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حاجی صاحب تصوف میں اپنے فن کے امام تھے، مجتہد تھے، مجدد تھے۔ مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ مفہوم ہے میرے دوستو! کیا کہوں۔

اور حضرت امام گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ اکابر دین کی صحبت کی برکت سے حاجی صاحب کو ایسا علم عطا ہوا، فہم دین ایسی عطا ہوئی، دین میں اتنی بلندی اور اخلاق اور احسان ایسے اوپرے مقام کا عطا ہوا، اور شریعت اور سنت کے مطابق ایسی اوپری زندگی عطا ہوئی کہ امامِ ربانی حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ ہمارے حاجی صاحب اگرچہ اس زمانے کے بزرگ ہیں، لیکن ان میں دین صحابہ کا سادیں ہے۔

صحابی گو نہیں لیکن نمونہ تھا صحابی کا

یعنی صحابی تو نہیں تھے لیکن صحابہ کا نمونہ تھے ہمارے یہ حضرات۔ بہت بڑے عالم دین مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اکابر دین کے بارے میں فرمایا کہ ان حضرات کو

دیکھ کر مجھے ایسا لگتا ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کا ایک قافلہ جا رہا تھا اتفاق سے ایک گروہ پیچھے رہ گیا، وہ اکابر دیوبند ہیں، سبحان اللہ تعالیٰ و بحمدہ!

علماء اور طلباء کے صحبت اہل اللہ میں جلد فیضیاب ہونے کی وجہ

تو میرے دوستو! اس لئے دونوں چیزیں ضروری ہیں تقویٰ کا التزام بھی اور اہل اللہ کی صحبت بھی۔ ہمارے حضرت حکیم الامت عجیب اللہ فرماتے تھے کہ عام تعالیٰ یافتہ لوگ آتے ہیں اور یہاں رسول مجاہدات کرتے ہیں، لیکن مدرسے کے طلباء یا علماء چند دونوں کے لئے آتے ہیں اور ان پر اپنے حضرات سے تیزی سے آگے بڑھ جاتے ہیں۔ فرمایا کہ میں سوچتا تھا کہ ترقی موقوف ہے مجاہدات پر، جس کے عین مجاہدات ہوں گے اتنی اس کی ترقی ہو گی، مشاہدہ بقدر مجاہدہ، یہ کیا بات ہے کہ طلباء اور علماء آتے ہیں اور چند دونوں میں اس قدر ان کی ترقی ہو جاتی ہے، اتنی بلندان کی پرواز ہو جاتی ہے، یہ کیا بات ہے؟ تو فرمایا کہ میں نے غور کیا تو پھر مجھے خیال آیا اور بات سمجھ میں آگئی کہ اصل میں یہ طلباء دن رات مجاہدات ہی مجاہدات کرتے ہیں اور بے شمار گناہوں سے پہلے ہی سے محفوظ ہیں، گناہوں کو چھوڑنے کا انہوں نے پہلے سے مجاہدہ کیا ہوا ہے کہ ثراب نہیں پیتے، چوری نہیں کرتے، ڈاک نہیں ڈالتے، ہزاروں گناہوں سے ویسے ہی اللہ کے لئے دور ہیں اور پھر یہ کہ علم دین اور علم وحی کے حصول کے لئے دن رات مجاہدات کرتے ہیں، مجاہدات ہی مجاہدات ہیں دن و رات۔ اب یہ کہ دو تین چیزیں ایسی رہ گئیں جس میں اب تک تبدیلی نہیں آئی مثلاً نظر کی حفاظت نہیں ہوئی، غیبت سے اب تک زبان کی حفاظت نہیں ہوئی، بس ایک دو باتیں ایسی رہ گئی ہیں، اب جب وہ اہل اللہ کی صحبت میں آتے ہیں تو اس کے لئے انہیں مجاہدہ کرنا پڑتا ہے، پھر آسانی اور تیزی سے ترقی عطا ہوتی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اہل اللہ کے بارے میں حدیث قدسی میں فرمایا ہے:

((هُمُ الْقَوْمُ لَا يَشْفَعُ بِهِمْ جَلِيلُهُمْ))

(الصحيح لمسلم: (قدیسی)، باب فضل مجازیس اللذ کر، ج ۲ ص ۳۸۳)

فتح الباری میں ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ **الْقَوْمُ مِنْ اَفْلَامِ كَمَالٍ** کے لئے ہے، کیا مطلب؟ یہ اللہ والے، یہ حضرات ایسے اونچے درجے کے کاملین ہیں، اتنے بڑے ایمان والے ہیں، اس تدرحد درجہ ایمان میں کامل ہیں، اخلاص میں کامل ہیں، خشیتِ الہیہ میں کامل ہیں، اللہ تعالیٰ کی محبویت میں اتنے کامل اور اتنے اونچے درجے کے ہیں کہ لا یَشْفَى بِهِمْ جَلِيلُ سُهْمُهُ ان کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے والے محروم نہیں ہوتے، ان محبویین کی صحبت کی برکت سے اللہ تعالیٰ ان کے مصائبین کو، اہل مجلس کو ترقی عظیم عطا فرمادیتے ہیں۔ حضرت مفتی شفیع صاحب نوْبَلَةُ اللَّهِ مَرْقُدَهُ نے ایک مرتبہ حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ حضرت! یہ جو کسی بزرگ کا شعر ہے۔

یک زمانہ صحبتیہ اولیاء

بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

کہ کسی اللہ والے کی صحبت میں مختصر وقت کے لئے رہنا، چند لمحات کے لئے ٹھہرنا یہ سوال کی بے ریا اور اخلاص والی عبادت نافلہ سے زیادہ افضل اور مفید ہے، حضرت جی! شاعر نے کیا صحیح کہا ہے؟ حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میاں شفیع! یہ تو بہت کم کہا ہے، کہنا تو یوں چاہیے تھا۔

یک زمانہ صحبتیہ اولیاء

بہتر از لک سالہ طاعت بے ریا

اہل اللہ کی صحبت میں چند لمحے بیٹھنا لا کھساں کی عبادت سے بڑھ کر ہے، کیوں؟ اس لئے کہ هُمُ الْقَوْمُ لَا يَشْفَى بِهِمْ جَلِيلُ سُهْمُهُ کہ اہل اللہ کی صحبت کی برکت سے اللہ تعالیٰ شقاوتوں سے ان کو ہمیشہ کے لئے نجات عطا فرمادیتے ہیں۔ اگر آدمی لا کھوں عبادات کرتا ہے، لا کھوں علوم کا حامل ہے، لیکن گارنٹی نہیں ہے کہ آخر خاتمہ کیا ہوگا؟ لیکن اہل اللہ کی صحبت کی برکت سے اللہ تعالیٰ خاتمہ بالخیر کا فیصلہ فرمادیتے ہیں، ایمان کے ساتھ موت کا فیصلہ فرمادیتے ہیں۔ سمجھان اللہ! کیا بات ہے میرے دوستو! ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فتح الباری میں اس حدیث پاک **هُمُ الْقَوْمُ لَا يَشْفَى** کی شرح میں فرمایا:

((إِنَّ جَلِيلَهُمْ يَنْدِرُ جُمَعَهُمْ فِي جَمِيعِ مَا يَنْفَضِلُ

اللَّهُ تَعَالَى بِهِ عَلَيْهِمْ، إِنْ كُرَامًا لَهُمْ))

(فتح الباری: دار الكتب العلمیة، بیروت، ج ۱۲ ص ۱۷۹)

یہ اللہ والے ایسے ہیں جو ان کے ساتھ اٹھتا بیٹھتا بھی ہے تو ان اولیاء اللہ کو اللہ تعالیٰ جن مراتب سے نوازیں گے، جن نعمتوں سے نوازیں گے، ان تمام مراتب اور نعمتوں سے ان کے ساتھیوں کو، ان کے دوستوں کو بھی، ہم نہیں کو بھی اللہ تعالیٰ نوازش فرمادیں گے۔ کیوں؟! ان کو اکرام کی بناء پر کہ ان کا رتبہ اللہ کے یہاں بہت اونچا ہے، یہ اللہ کے یہاں بہت زبردست محبوین ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے کرم سے یہ دولت ہم سب کو عطا فرمادے۔

اہل اللہ کی قدر نہ کی تو بڑے مو اخذے کا اندیشہ ہے

یہ جامعہ فاروقیہ ہے جہاں آپ حضرات تعلیم حاصل کر رہے ہیں، الحمد للہ رب العالمین!

یہاں تو ایسی نعمت اور دولت ہے کہ یہاں بزرگانِ دین بھی موجود ہیں، اکابر سے تعلق والے موجود ہیں، یہ ایسی نعمت ہے کہ شکر ادا کرنا چاہیے اور قدر کرنی چاہیے۔ میرے شیخ عثیۃ اللہ فرماتے تھے کہ اہل اللہ کی صحبت، دعاوں اور زگا ہوں کی برکت سے دین ملتا ہے، اللہ تعالیٰ ملتے ہیں۔ اگر کسی کو اللہ والے مل جائیں اور وہ ان کی قدر نہ کرے تو اس پر بڑا مو اخذہ ہو گا کہ کیوں تم نے ہمارے پیارے کی قدر نہ کی؟ کیوں نہ ان کی ہدایت پر عمل کیا؟ اور کیوں نہ ان کی ہماری والی بات مانی؟ جن اکبر اللہ آبادی کا یہ شعر حضرت تھانوی عثیۃ اللہ بکثرت ذکر فرماتے تھے۔

نہ کتابوں سے نہ عظوں سے نہ زر سے پیدا

دین ہوتا ہے بزرگوں کی نظر سے پیدا

حضرت مولانا فضل حسمن گنج مراد آبادی عثیۃ اللہ اگر یزوں کے زمانے میں

ہندوستان کے بہت بڑے بزرگ گزرے ہیں، بڑے عالم دین بھی تھے، اسی زمانے میں

بخاری شریف پڑھاتے تھے، ان کا ایک قول حضرت حکیم الامت تھانوی عَلَیْہِ السَّلَامُ نقل فرماتے ہیں کہ اگر علی التعيین مجھے شب قدر مل جائے تو راث بھر میں ایک ہی دعماً گنوں گا کہ اے اللہ! مجھے نیک صحبت مل جائے، یعنی کسی اللہ والے کی صحبت مل جائے۔ اللہ والوں کی صحبت کی اتنی قیمت ہے، اتنی قدر ہے ان حضرات کی نگاہ میں۔ اگر یہی ایک کام بن گیا تو سارا کام بن گیا، سبحان اللہ تعالیٰ و محمد! اہل اللہ کی صحبت بڑی نعمت ہے، بڑی دولت ہے، اس کی قدر کرنے کی اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے۔

تصویر کشی کے فتنے پر درد بھری نصیحت

(بہت رقت سے فرمایا) مجھے تو یہ معلوم ہو کر بے حد خوشی ہوئی کہ یہاں کے حضرات تصویر کے معاملے میں بہت زیادہ سخت ہیں۔ اللہ اکبر! سن کے بے حد خوشی ہوئی ہے۔ یہ تصویر کشی کا فتنہ اتنا بڑا فتنہ ہے کہ اس میں پوری امت بہرہ ہی ہے، حالانکہ حدیث شریف میں اس پر سخت وعید وارد ہے:

((فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَشَدَّ النَّاسِ عَذَابًا إِيمَانُ
الْقِيَامَةِ رَجُلٌ قَتَلَ نَبِيًّا أَوْ قَتَلَهُ نَبِيًّا أَوْ إِمَامٌ ضَلَالَةٍ وَمُبَشِّلٌ مِنْ
الْمُمَشِّلِينَ (وفي رواية) إِنَّ أَشَدَّ أَهْلِ النَّارِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَنْ قَتَلَ
نَبِيًّا أَوْ قَتَلَهُ نَبِيًّا أَوْ إِمَامًا جَاهِرًا وَهُوَ لَاءُ الْمُصَوِّرُونَ))

(مسند احمد: ج ۲۶ ص ۳۸۲۸ رقم ۱۰۵۱۵) (معجم طبرانی: ج ۱۰ ص ۲۱۶ رقم ۳۸۲۳)

قیامت کے دن سب سے زیادہ عذاب ہوگا ان لوگوں پر کہ مَنْ قَتَلَ نَبِيًّا ایک روایت میں رَجُلٌ قَتَلَ نَبِيًّا جس نے کسی نبی کو قتل کر دیا، اُوْ قَتَلَهُ نَبِيًّا یا جو کسی نبی کے ہاتھ میں مقتول ہوا ہے، وَإِمَامٌ ضَلَالَةٍ گمراہی کا جو امام اور لیڈر ہوتا ہے، اور وَالْمُصَوِّرُونَ اور جانداروں کی تصویر بنانے والے، ان سب پر سخت ترین عذاب ہوگا۔

اللہ سے ڈرنے کا مقام ہے میرے دوستو! آپ ﷺ کی ہدایت پر عمل نہ کریں تو کس کی بات پر عمل کریں گے؟ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: وَمَا أَتَكُمُ الرَّسُولُ

فَخُلُوٰكُ (سورۃ الحشر: آیہ ۷)، میرے رسول جو کچھ عطا فرمادیں اس کو لے لیا کرو، اس پر زندگی بناؤ، اور وَمَا تَهْكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا (ایضاً) اور جس جس چیز سے وہ منع فرمادیں اس سے رُک جاؤ تو کیا آپ ﷺ کی ہدایت پر ہمیں عمل نہیں کرنا ہے؟ جبکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں قُلْ إِنَّ كُنْثَمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحِبِّبُكُمْ اللَّهُ كَأَكْرَمِ اللَّهِ كَوْ

چاہتے ہو، فَاتَّبِعُونِي، تو اے رسول! آپ کہہ دیجئے کہ میری اتباع کرو، میری ہی اتباع میں تمہیں اللہ میں گے۔ آپ ﷺ کے اقوال، آپ ﷺ کے اعمال و افعال، آپ ﷺ کے ہدایات و ارشادات ہر چیز قابل اتباع ہے، اسی پر ہمیں زندگی گزارنا ہے۔
جنتۃ الاسلام حضرت مولانا قاسم نافتوی رحمۃ اللہ علیہ دعاوں میں فرماتے تھے کہ اے اللہ

دے مجھے حبِ محمد اور محمد یوں میں گن

ہو محمد ہی محمد ورد میرا رات دن (صلی اللہ علیہ وسلم)

اپنے نبی کو چھوڑ کر، ان کی ہدایات کو چھوڑ کر اور کس کا ورد ہو میرے دوستو!
میرے شیخ عہدۃ اللہ فرماتے تھے

نقشِ قدم نبی کے ہیں جنت کے راستے

اللہ سے ملاتے ہیں سنت کے راستے

حضرت حکیم الامتؒ نے فرمایا کہ ایک بزرگ اندھے تھے، بینائی نہیں تھی، جمعہ کے دن جب جمعہ پڑھنے کے لئے جانے لگے تو دونوں آنکھوں میں سرمه لگا رہے تھے۔ بیوی نے کہا واہ واہ! بینائی بھی نہیں اور آنکھوں میں سرمه لگا رہے ہیں! تو اللہ والے کیسے ہوتے ہیں میرے دوستو، ان کی نظر کہاں پر ہوتی ہے؟ بقول اصغر گونڈوی

نظر وہ ہے جو اس کون و مکاں سے پار ہو جائے

مگر جب روئے تاباں پر پڑے بے کار ہو جائے

نظر وہ نظر ہے جو صرف اللہ تعالیٰ کی ذات پر ہوتی ہے، اللہ کی مرضیات، اللہ و رسول کے امر و نبی اور ان کی خوشی پر ہوتی ہے، بس وہی نظر کا میاں ب نظر ہے، سب سے اعلیٰ نظر ہے۔ تو اُن بزرگ نے فرمایا کہ بی بی! آنکھوں میں سرمه کسی کو دکھانے کے لئے نہیں، سجنے

کے لئے نہیں، اپنی زینت کے لئے نہیں، بلکہ اپنے مالک کو خوش کرنے کے لئے لگا رہا ہوں کہ یہ ایک سنت ہے آقا ﷺ کی۔ اللہ اکبر! سنتوں پر یہ حضرات کیسے فداتھے۔ عشاقو حنفی عشاقو رسول اللہ ﷺ بھی ہوتے ہیں، اللہ کی محبت ہوا اور رسول اکرم ﷺ کی محبت نہ ہو، یہ کیسے ممکن ہے میرے دوستو؟ کس کی بات کو ہم ترجیح دیں گے؟ اللہ کی بات کو، اللہ کے رسول کی بات کو یا کسی اور کی بات کو؟ اللہ و رسول کے سامنے کسی کی بات کا کیا اعتبار ہے؟ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمادے، تصویر کے فتنے سے اللہ تعالیٰ ہم سب کو بچائے۔
بہر حال! اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتے ہیں: وَالَّذِينَ أَمْنُوا أَشْدُ

حُجَّاً لِلَّهِ جَوَامِنَ وَالْهَوَى هُوَتِ ہے ہیں وہ زبردست میرے دیوانے ہوتے ہیں۔

ہو فنا ذات میں کہ ٹو نہ رہے

تری ہستی کی رنگ و بو نہ رہے

نہیں ہوں کسی کا تو کیوں ہوں کسی کا

اُن ہی کا اُن ہی کا ہوا جا رہا ہوں

مولانا رومی عَزَّوَجَلَّ فرماتے ہیں۔

اوست دیوانہ کہ دیوانہ نہ شد

مرعس را دید و درخانہ نہ شد

(ترجمہ: دیوانہ اور پاگل وہ ہے جو اللہ کا دیوانہ نہ ہوا، ان کے گھر کے (دین کے) محافظ

اور ان کے گھر کے کتوال کو دیکھا، پھر بھی وہ ان کے گھر میں داخل نہ ہوا)

خیر اور برکت اکابر دین کی راہ پر چلنے میں ہے

میرے یارو! اللہ کے لئے دیوانہ بننا چاہیے، اللہ تعالیٰ اپنی محبت ہمیں ایسی عطا

فرمادے جو وہ اکابر دین کو عطا فرماتے تھے۔ اس پر فتن زمانے میں راہ ہدایت پر قائم رہنے کا

واحد راستہ میرے دوستو! اکابر کے طریق و تعلیمات پر چلنا، ان کے ملفوظات و مواعظ کو پڑھنا،

ان کے علوم و ارشادات کو پڑھنا اور اسی پر عمل کرنا اور اسی پر حینا مرتنا، اس کے بغیر آدمی

صراطِ مستقیم پر خدا کی قسم! قائم نہیں رہ سکتا۔ قرآن پاک— میں فرمایا کہ إِنَّا لِّهُ أَنَّا الصِّرَاطَ
الْمُسْتَقِيمَ ۝ صِرَاطُ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ اَنَّهُ صِرَاطٌ مُّسْتَقِيمٌ ۝ کھادجے،
تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ منعم علیہم کا راستہ ہی صراطِ مستقیم ہے، جس کو قرآن پاک میں پھر
دوسری آیت میں فرمایا:

﴿أُولَئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيِّنَ
وَالصِّدِّيقِينَ وَالشَّهِدَاءِ وَالصَّلِحِينَ﴾

(سورۃ النساء: آیہ ۲۹)

منعم علیہم کا راستہ انبیاء کا راستہ ہے، صد قیین کا راستہ ہے، شہداء و صالحین کا راستہ ہے۔ تو
انبیاء کرام کے بعد جتنے طبقے بیان ہوئے ہیں ان سب کا حاصل یہ ہے کہ صراطِ مستقیم
اولیاء اللہ کا راستہ ہے، اور وہ اکابرین امت ہیں، یہی لوگ پوری طرح انبیاء کے راستے پر
چلنے والے اور صحیح را ہ حق بتلانے والے ہیں۔ ایک حدیث پاک میں آپ ﷺ نے اس
آیت پاک کی تشریع فرمادی، مستدرک حاکم میں بھی یہ روایت ہے، طبرانی اور صحیح ابن
جیان میں بھی یہ روایت ہے، المقادی الحسنہ میں امام سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے ان روایات کو جمع
فرمادیا ہے کہ حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
((الْبَرَّ كُلُّهُ مَعَ أَكَابِرِ كُمْ۔ صحیح علی شرط البخاری))

(المستدرک علی الصحیحین للحاکم: (دارالکتب العلمیة)، جزء اص ۱۳؛ رقم ۲۱۰)

((وفی روایۃ: أَخْيَرُهُ مَعَ أَكَابِرِ كُمْ))

(المقادی الحسنہ للسخاوی: (دارالکتاب العربي، بيروت)، جزء اص ۷، رقم ۳۳۳) (۳)
دین کی تمام بھلائیاں اور تمام برکتیں اکابر دین کے راستے ہی میں منحصر ہیں، اور کہیں دین کی
بھلائیاں نہیں مل سکتیں۔ ایک آدمی جاہل ہے، اس کے اندر علم نہیں، پھر اس میں وہ خیر
کہاں ہے؟ ایک شخص عالم ہے مگر جھوٹ بولتا ہے، بد نگاہی کرتا ہے، سینے میں حسد ہے،
کبر ہے، نخوت ہے تو پھر اس کے اندر خیر کہاں ہے؟ تو یہ ”خیر“ زبردست جامع لفظ ہے،
اسی طرح الْبَرَّ كُلُّهُ زبردست جامع لفظ ہے۔ بعض لوگ الْبَرَّ كُلُّهُ پڑھتے ہیں را پر جزم

کے ساتھ، جیسے بعض لوگ سلام کرتے ہیں تو کہتے ہیں **السلام علیکم ورحمة الله وبركاته**، یہ بربکات نہیں ہے، لفظ بربکات پڑھنا چاہیے، البارکۃ مع آکار برکۃ۔ خیر اور برکت دونوں دین میں بہت جامن لفظ ہیں، کیا معنی ہوئے کہ دونوں جہان کی نعمتوں کا حصول اور دین میں کامیابی کا حصول یہ محصر ہے اکابر دین کی اتباع پر، ان کے علوم کی اتباع پر، ان کی دینی تحقیقات و تشریحات کی اتباع پر۔

مرتكبِ معصیت عادتاً کو اصطلاحِ شریعت میں عالم ہی نہیں کہتے
قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: الرَّحْمَنُ فَسَعَلَ بِهِ حَبِيبًا كَرِيمًا
 شان کو کسی باخبر سے پوچھو، یعنی علمائے دین سے پوچھو۔ یہ علمائے دین کون ہیں؟ جو دین پر سو فصد عمل کرنے والے ہوں اور راسخین فی العلم ہوں۔ علم اور فہم علم دین میں خامنہ ہوں کہ کچھ پن کی وجہ سے اکابر دین سے ٹکرانے لگیں۔ حقیقت میں عالم کس کو کہتے ہیں؟ یہ قرآن پاک نے بتا دیا: إِنَّمَا يَحْشَى اللَّهُ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ (سورة فاطر: آیة ۲۸)
 جس کے اندر خشیت ہو، علوم بھی ہوں، خشیت الہیہ بھی ہو، جب وہ عالم دین ہے، جب وہ نائب رسول ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تابعین، تبع تابعین، تمام ائمہ مجتہدین رضی اللہ عنہم کا اس پر اجماع ہے، پوری امت کا اس پر اجماع ہے کہ **كُلُّ مَنْ عَصَى اللَّهَ فَهُوَ جَاهِلٌ**
 (ترجمہ: جو بھی اللہ کی نافرمانی کرتا ہے وہ جاہل ہے۔)

علوم کا سمندر تو اس کے پاس ہے لیکن اس کے مطابق عمل نہیں، یعنی کہ فرائض و واجبات کو ترک کرتا ہے، گناہوں میں ملوث ہوتا ہے تو علوم کے سمندر کے حامل ہونے کے باوجود اصطلاحِ شریعت میں، دین کی نظر میں وہ عالم نہیں ہے۔ بات سمجھ میں آئی میرے دوستو! اس لئے علم کے ساتھ عمل کی بھی ضرورت ہے، عمل کا بھی اہتمام ضروری ہے۔
مُحَاجَّةُ النَّبِيِّ حضرت مولانا شاہ ابراہیم صاحب ہردوئی عجیشہ بہت ہی عظیم الشان ایک بات فرماتے تھے کہ ہمارا پورا نام تھا طالب العلم والعمل، پتا نہیں کیسے کیسے گردش زمانہ سے اب یہ صرف طالب علم نام رہ گیا۔ میرے دوستو! عالم دین وہی ہوتا ہے جو علم کے ساتھ

عامل بھی ہوتا ہے، عمل بھی اس کے اندر ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ ہمیں تو فیق عطا فرمادے۔

ہمارے حضرت حکیم الاسلام قاری طیب صاحب عَلَيْهِ السَّلَامُ وَالرَّحْمَةُ وَالرَّحِيمُ فرماتے تھے، اور یہ بتاتا چلوں کہ حضرت قاری صاحب عَلَيْهِ السَّلَامُ وَالرَّحْمَةُ وَالرَّحِيمُ میرے شیخ اول بھی تھے، الحمد للہ۔ فرماتے تھے کہ میرے دوستو! اس زمانے میں آپ کم از کم اتنا تو کرو کہ فرائض و اجابت کا اہتمام کرو اور ہر گناہ سے بچو۔ اگر اتنا کام آپ نے کر لیا تو آپ اپنے زمانے کے جنید بغدادی ہیں، بایزید بسطامی ہیں۔ میں نے خود اپنے کانوں سے اس مفتوحہ کو سنایا ہے۔

اسی سلسلے میں ایک چھوٹا سا واقعہ سناتا ہوں۔ حضرت حکیم الامت تھانوی عَلَيْهِ السَّلَامُ وَالرَّحْمَةُ وَالرَّحِيمُ نے اس واقعہ کو نقل کیا کہ جنید بغدادی عَلَيْهِ السَّلَامُ وَالرَّحْمَةُ وَالرَّحِيمُ بہت بڑے بزرگ تھے، بہت بڑے عالم بھی تھے۔ ایک جوان ان کے پاس آیا اور عرض کیا کہ حضرت! آپ کی خدمت میں رہنا چاہتا ہوں۔ فرمایا ٹھیک ہے، رہنے کی اجازت دے دی کہ ایک جوان ہے، صحبت اہل اللہ کا اس کو شوق ہے، رہے۔ دس سال گزر گئے۔ پھر اس نے کہا کہ مجھے رخصت ہونے کی اجازت دے دیجئے، میں ایک مقصد سے آیا تھا وہ حاصل نہیں ہوا، اب میں جانا چاہتا ہوں۔ فرمایا کہ کیا مقصد تھا؟ کہا، لوگوں سے ہم نے سنا تھا کہ آپ بہت بڑے بزرگ، بہت بڑے ولی اللہ ہیں، تو دس سال تک میں نے انتظار کیا کہ ولی اللہ ہیں تو کچھ علامات تو دیکھ لوں لیکن مجھے ولایت کی کچھ بھی علامت نظر نہیں آئی، کبھی ہوا وہ پر آپ کا اڑنا نہیں دیکھا، دریاؤں پر چلنے نہیں دیکھا، دریا پر مصلی بچکا کر نماز پڑھنا، یہ بھی نہیں دیکھا تو کب تک انتظار کرے ایک جوان آدمی، اس لئے اب رخصت ہونا چاہتا ہوں۔ حضرت تھانوی عَلَيْهِ السَّلَامُ وَالرَّحْمَةُ وَالرَّحِيمُ فرماتے ہیں کہ یہ سن کر حضرت جنید بغدادی عَلَيْهِ السَّلَامُ وَالرَّحْمَةُ وَالرَّحِيمُ نے ایک ٹھنڈی سانس بھری اور روتے ہوئے فرمایا کہ اچھا ہیئے! ایک بات بتاؤ، دس سال تک آپ میرے ساتھ رہے، آپ نے کبھی مجھے کوئی بھی گناہ کرتے دیکھا؟ جواب میں کہا نہیں، کوئی گناہ کرتے نہیں دیکھا۔ تو حضرت رونے لگے، فرمایا کہ وہ بندہ جو دس سال تک ایک بھی گناہ نہیں کرتا، اس سے بڑھ کر تم کیا کرامت تلاش کرتے ہو؟ اس سے بڑھ کر کون سی کرامت دیکھنا چاہتے ہو؟ وہ جوان وہیں بیٹھ کر رونے لگا کہ مجھے غلطی ہو گئی، بے ادبی ہو گئی، مجھے معاف فرمایجئے۔

میرے دوستو! اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتَقْلُكُمْ
 (ترجمہ: سب سے زیادہ باکرامت وہ شخص ہے جو اللہ سے بہت زیادہ ڈرنے والا ہو،
 گناہوں سے خوب نجحے والا ہو)۔

ترک سنت جو کرے شیطان گن	گر ہوا پہ اڑتا ہو وہ رات دن
-------------------------	-----------------------------

دین پر زندگی نہ ہوا اور ہوا اول پر اڑ رہا ہو تو وہ دھوکے باز ہے، اصل تو کوئُنُوا مَعَ الصَّدِيقِينَ کاراستہ ہے، جن کے ساتھ تقویٰ، طہارت اور اتباع شریعت کی زندگی ہو، صدق و صفا کی زندگی ہوتا ان کے راستے پر چلو، ان کی معیت اختیار کرو، ان کی صحبت حاصل کرو، ان کی ہدایت پر چلو تو تم اللہ والے بن جاؤ گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں تو فیق عطا فرمادے۔

اکابرینِ دین کے طریق سے ٹھنے میں سراسر گمراہی ہے
 یہ کیا بات ہے میرے دوستو کہ ہم اپنے بزرگوں کو چھوڑ کر، اکابرِ دین کو چھوڑ کر کہاں جا رہے ہیں؟ میں اس مسجد کے اندر، خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں قسم بخدا! اکابرِ دین و اسلافِ امت کے راستے کے بغیر راہ حق بالکل نہیں ہے، اگر کچھ ہے تو وہ گمراہی ہے۔
 حضرت مولانا جلال الدین رومی جعیل اللہ صرف یہ نہیں کہ بزرگ تھے، عارف تھے بلکہ بڑے عالم بھی تھے، بخاری شریف پڑھاتے تھے، فرماتے ہیں۔

جمله عالم زیں سبب گمراہ شد	کم کے زابدال حق آگاہ شد
----------------------------	-------------------------

پورے عالم میں جہاں بھی گمراہی ہے عارفینِ امت، سچ ربانیین، اللہ والوں سے دوری کے سب سے سب گمراہی پھیل رہی ہے۔ اس لئے اگر راہ حق پر جینا ہے، راہ حق پر مرتا ہے، صراطِ مستقیم پر چلتا ہے تو اکابرِ دین کے راستے پر چلے چلو۔ اسی کو فرمایا کہ الْبَرَّ كُمَّةٌ مَعَ آکا یُرِكُمْ۔ تمام برکتیں اور بھلائیاں تمہارے اکابر کے ساتھ ہیں، ان کی معیت میں، ان کے راستے میں ہیں۔

ایک اور حدیث پاک میں آپ ﷺ فرماتے ہیں، لوگ سمجھتے ہیں کہ نبی تعلقات، خونی تعلقات کی وجہ سے وہ مجھ سے قریب ہیں، میرے اقرب ہیں:

((إِنَّ أَهْلَ بَيْتِنِي هُوَ لَاءُ بَرَوْنَ أَمْهُمْ أَوْلَى النَّاسِ بِـ))

((وَإِنَّ أَوْلَى النَّاسِ بِـ الْمُتَقْوَنَ مَنْ كَانُوا وَحْيَنُ كَانُوا))

(صحیح ابن حبان: جزء ۲ ص ۱۵۰ رقم ۷، ۲۳۰ ص ۲۰۰ رقم ۲۲۱) (معجم الكبير للطبراني: جزء ۲ ص ۲۰۰ رقم ۲۳۱)

میرے سب سے زیادہ مقرب وہ ہیں جو اللہ سے ڈرنے والے ہوتے ہیں چاہے کوئی بھی ہو اور دنیا کے کسی بھی علاقے، کسی بھی خطہ کا آدمی ہو، مشرق میں ہو مغرب میں ہو، شمال میں ہو جنوب میں ہو، لیکن یہ ہے کہ وہ اللہ سے ڈرتا ہو، دین پر زندگی گزارتا ہو، گناہوں سے بچتا ہو تو وہ میرا ہے۔

ہزار خوش کر بیگانہ از خدا باشد

فدائے یک تن بیگانہ کاشنا باشد

ترجمہ: ہزار بیگانے جو اللہ سے بیگانے ہیں، ان کے بجائے اس بیگانے پر میں سو جان سے فدا ہوں جو میرے محبوب پاک کا یگانہ اور چاہنے والا ہے۔ بات سمجھ میں آئی دوستو! اس لئے میرے دوستو! گناہوں کو چھوڑنے کا اور کامل اتابع شریعت کا تو پاک ارادہ کریں، ہم سب۔

دینی اداروں میں دو گناہوں کی کثرت: غیبت اور بذرگانی

حضرت حکیم الامت تھانوی حَفَظَ اللَّهُ عَنْهُ کا ایک ملفوظ پڑھا تھا کہ مدارس میں کیا گناہ ہوتے ہیں، حضرت نے فرمایا میرے علم میں زیادہ تر غیبت کا گناہ ہے، بس ہمت کر کے اس کو چھوڑ دیں۔ اور میرے شیخ حَفَظَ اللَّهُ عَنْهُ کثرت سے فرماتے تھے کہ اس زمانے میں بذرگانی کا گناہ بہت عام ہے، اور یہ بہت خطرناک گناہ ہے، بہت ہی خطرناک گناہ ہے۔ حدیث پاک میں ہے کہ **ذِي الْعَيْنِ النَّظَرُ** بدنظری آنکھوں کا زنا ہے، لہذا اس گناہ سے بھی آدمی ہمت سے بچے۔ نظر کی حفاظت درحقیقت بہت مشکل کام ہے، غیبت کا چھوڑنا اتنا مشکل نہیں ہوتا بذرگانی سے بچنا جتنا مشکل ہوتا ہے۔ لیکن اس کا فائدہ بھی ویسا ہی اعلیٰ ہے، مشاہدہ بقدرِ حجا ہدہ۔ جس قدر مجاہدہ اس بدنظری کے گناہ کو چھوڑنے میں ہوگا اتنا ہی اونچا قرب اور عظیم نور بھی عطا ہوگا۔ کتاب ”بصائر حکیم الامت“ میں حضرت ڈاکٹر عبدالجعیں صاحب حَفَظَ اللَّهُ عَنْهُ نے حکیم الامت حَفَظَ اللَّهُ عَنْهُ کا ملفوظ نقل فرمایا کہ آدمی اعمال کے ذریعہ سے

جتنے انوار سینے میں جمع کرتا ہے، جیسے ہی ایک بذرگا ہی کر لی تو سارے انوار ختم ہو جاتے ہیں،
نکل جاتے ہیں، نعمود بالله من ذا لک۔

محی السنۃ حضرت مولانا ابراہم الحنفی صاحب عَزَّوَجَلَّ کی زبان مبارک سے ہم یہ
شعر سنتے تھے، ان حضرات کے ذکر سے مزہ آتا ہے، فرماتے تھے
دین کا دیکھ ہے خطر اٹھنے نہ پائے ہاں نظر
کوئے بتاب میں ٹوٹ اگر جائے تو سرجھ کائے جا
یخواجہ عزیز الحسن مجذوب عَزَّوَجَلَّ کا شعر ہے۔

اس لئے میرے دوستو! شرعی پرده بھی ضروری ہے، اپنے گھروں میں شرعی
پرده قائم کریں۔ محی السنۃ حضرت مولانا شاہ ابراہم الحنفی صاحب عَزَّوَجَلَّ نے ڈھا کہ میں مجلس
دعوۃ الحنفی کے بڑے اجتماع میں بہت ہی درود غم سے فرمایا تھا کہ افسوس ہے! آج تو
علمائے دین کے گھروں میں بھی شرعی پرده نہیں ہے۔ لہذا میرے دوستو! شرعی پرداۓ کا
اهتمام کریں اور حفاظتِ نظر کا اہتمام کریں، نامحمد عورتوں سے نظر کی حفاظت کریں، اس کے
علاوہ قرآن و حدیث کے مطابق امام رضا علیہ السلام کے جن کی طرف دل کا میلان ہوتا ہے،
جن کے بارے میں بڑے خیالات آتے ہیں، جن کے چہرے پر کشش ہوتی ہے، ان سے
بھی زگاہ کی حفاظت خدا کی قسم! ہماری شریعت میں فرض ہے، اس سے بھی بچیں۔ اللہ تعالیٰ
ہمیں توفیقات سے نوازے اور تمام غلطیوں کو معاف فرمادے۔

اتباعِ سنت کا اہتمام کرنے کی نصیحت

آج مسجد میں ایک حدیث پاک پڑھی گئی تھی کہ آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ اگر
میری سنت سے محبت کرتے ہو:

((مَنْ أَحَبَّ سُنْنَتِي فَقَدْ أَحَبَّنِي وَمَنْ أَحَبَّنِي كَانَ مَعِي فِي الْجَنَّةِ))

(مشکوٰۃ المصائبیح: (قدیمی)، باب الاعتصام بالكتاب والسنۃ، ص: ۳۰)

اگر میری اداؤں سے محبت کرتے ہو، اس پر عمل کرتے ہو تو بیشک مجھ سے تمہیں محبت ہے،

اور مجھ سے محبت ہے تو بیشک میرے ساتھ جنت میں رہو گے۔
محی السنۃ حضرت مولانا ابراہیم صاحب عَنْ شَیْخِهِ فرماتے تھے کہ سنت کا راستہ
اکمل ہے، اجمل ہے، اہل ہے یعنی سارا کمال سنت کے راستے میں ہے، سارا جمال سنت
کے راستے میں ہے، ساری راحتیں سنت کے راستے میں ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ
میرے دوستو! خدا کی قسم! ہر سنت میں جامعیت کی شان ہے، اللہ تعالیٰ کی مرضیات کو
سب سے زیادہ سمجھنے والے، سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کے مطالبات کو سمجھنے والے
آپ ﷺ کی اداوں کو سنت کہتے ہیں۔ آپ ﷺ کی اداوں کو سنت کہتے ہیں۔ آپ ﷺ کی اداوں
اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ پیاری ہیں، اس لئے حضرت حکیم الامت عَنْ شَیْخِهِ فرماتے تھے
اللہ تعالیٰ سے سب سے اونچا قرب و تعلق پیدا کرنے کا طریقہ اتباعِ سنت ہے۔ حضرت
مجد الدافع ثانی عَنْ شَیْخِهِ کا یہ ملفوظ ان کی سوانح میں پڑھا اور اس کو حکیم الامت حضرت
تحانوی عَنْ شَیْخِهِ کے ملفوظات میں بھی جگہ دیکھنے کی توفیق ہوئی، فرماتے ہیں دو چیزیں
جس کے اندر ہوں: حبِ شیخ اور اتباعِ سنت، تو اس کی زندگی کے ظلمات بھی سب انوار ہی
انوار ہیں، اور اگر ان دونوں چیزوں میں سے ایک کی کمی ہے، یعنی یا تو حبِ شیخ نہیں ہے یا
اتباعِ شریعت و اتباعِ سنت نہیں ہے تو اس کے زعم میں اس کے جواناں ہیں، وہ انوار نہیں وہ
سب ظلمات ہیں۔ اللہ تعالیٰ اتباعِ شریعت و اتباعِ سنت کی دولت سے ہم سب کو نوازے۔
اللہ تعالیٰ اپنے اکابرین کی قدر کی توفیق عطا فرمائے۔

اہل اللہ سے محبت پر عظیم الشان انعامات

میرا تو حسنِ ظن ہے کہ بفضل اللہ! یہاں جامعہ فاروقیہ میں اپنے بزرگوں کے
فیوض و برکات ہیں تو یہاں جن بزرگوں کے ذمہ یہ مدرسہ ہے اور وہ چلا رہے ہیں، آپ
حضرات ان سے ضرور استفادہ کریں۔ اہل اللہ کو ایک نظر دیکھ لینا یہ بھی بڑی نعمت ہے۔
ہمارے حضرت حکیم الامت عَنْ شَیْخِهِ کمالاتِ اشرفیہ میں فرماتے ہیں یہ اللہ والے ایسے ہیں
کہ ایک نظر ان کو دیکھ لینا، اور ایک نظر ان کا دیکھ لینا بھی کافی ہو جاتا ہے۔ کیسی باتیں ہیں یہ

سبحان اللہ! ہم اپنے ان اکابر کی باتیں پڑھتے تو ہیں کہ یہ حضرات ہمارے اکابر ہیں، الحمد للہ! پڑھنے سے ہی ان پر اعتماد تو ہو جاتا ہے لیکن دلیل اگر مل جائے تو کیسا ہے؟ تو دلیل سنئے! حدیث قدسی ہے:

((وَجَبَتْ كَحْبَتِي لِلْمُتَحَاذِيْنَ فِيَ وَالْمُشَجَّالِسِيْنَ فِيَ

وَالْمُتَرَاوِيْنَ فِيَ وَالْمُتَبَدِّلِيْنَ فِيَ رواه مالك)

(مشکوٰۃ المصابیح: (قدیمی)، باب الحب فی الله و من الله؛ ص ۳۲۶)

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میری محبت بالیقین واجب ہو جاتی ہے ایسے بندوں کے لئے جو آپس میں محبت رکھتے ہیں ہمارے لئے، آپس میں بیٹھ جاتے ہیں ہمارے لئے، ایک دوسرے سے ملتے ہیں اور ایک دوسرے کو دیکھتے ہیں ہمارے لئے اور ہماری محبت میں مال خرچ کرتے ہیں، الْمُتَبَدِّلِيْنَ کا صنعت مشاکلت کی بناء پرویزے ہی باب تفاصیل سے اس کا ذکر ہو گیا ہے، لیکن ملاعی قاری عَلیه السلام نے مرقاۃ میں اس کی شرح کی الْذِيْنَ يَعْبُدُونَ اور يَبْذَلُونَ دونوں صحیح ہیں یعنی جو لوگ خرچ کرتے ہیں۔ بہر حال! تو اس روایت سے معلوم ہوا کہ اہل اللہ کے ساتھ بیٹھنے سے بھی اور ان کی زیارت کی برکت سے بھی اللہ ملتے ہیں، اللہ کی محبت واجب ہو جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ کی محبت جس کے لئے واجب ہو جاتی ہے تو وہ آدمی جنتی ہے کہ جہنمی ہے؟ یقیناً جنتی ہے۔ اور دوسری حدیث پاک میں تو عجیب مضمون ہے، حضور ﷺ نے فرماتے ہیں:

((إِنَّ الرَّجُلَ إِذَا خَرَجَ مِنْ بَيْتِهِ زَارَ أَخَاهُ شَيَّعَةَ سَبْعُونَ الْفَمَلَكِ

كُلُّهُمْ يُصَلُّونَ عَلَيْهِ وَيَقُولُونَ: رَبَّنَا إِنَّهُ وَصَلَ فِيْكَ فَصِلْهُ))

(مشکوٰۃ المصابیح: (قدیمی)، کتاب الأداب، باب الحب فی الله؛ ص ۳۲۷)

ملاعی قاری عَلیه السلام نے يُصَلُّونَ عَلَيْهِ کی شرح کی ہے: آجی یَدُعُونَ لَهُ وَيَسْتَغْفِرُونَ اُو يُشْتُنُونَ عَلَيْهِ کسی اللہ والے کے ساتھ ملنا، اس کی زیارت کرنا کتنا اونچا عمل ہے کہ ستر ہزار فرشتے اس کے ساتھ ہوتے ہیں اور جب تک وہ چل رہا ہوتا ہے، پورے راستے میں اس کے لئے دعاۓ مغفرت کرتے رہتے ہیں کہ اے اللہ! اس کو معاف فرمادیجئے، اور

جب وہ اُن سے ملتا ہے تو فرشتے کہتے ہیں اے اللہ! یتو ان سے آپ ہی کی وجہ سے ملا ہے،
سو آپ اس کو اپنا قرب عطا فرماد تھے، اس کو اپنا بنا لجئے۔

نفس شیطان سے بڑا شمن ہے

میرے دوستو! نہ علم پر ناز ہو، نہ عمل پر ناز ہو۔ ہمارے حضرت حکیم الامت
تحانوی حَفَظَ اللَّهُ عَنْهُ فرماتے ہیں علم پر ناز کرنے والو! اعمال و عبادات و مجاہدات پر ناز کرنے والو،
سن لو! ابلیس کتنا بڑا عالم تھا، عابد تھا، عارف تھا، سب کچھ تھا، باوجود اس کے وہ مردود ہوا،
یعنی صرف گمراہ ہی نہیں ہوا، مجرم ہی نہیں ہوا، مردود ہی ہو گیا۔ فرمایا کہ ابليس کو گمراہ کرنے
کے لئے کیا کوئی دوسرا ابلیس آیا تھا؟ نہیں، یہی نفس تھا جس نے اس کو گمراہ کیا تھا۔ سب سے
بڑا شمن ہمارے اندر یہی نفس ہے۔ ہمارا نفس شیطان سے بڑھ کر ہمارا شمن ہے،
اس سے بچنا چاہیے۔ حضرت خواجہ عزیز الحسن مخدوب حَفَظَ اللَّهُ عَنْهُ فرماتے ہیں نفس سے بچنے کا
طریقہ یہ ہے کہ اس کے ناجائز خیالات کی ہمیشہ مخالفت کی جائے، نفس میں جو بھی
تقاضائے معصیت ہو، اس کی خلاف ورزی کرے، نفس کی بات ہرگز نہ مانے۔

ہے شوق اور ضبطِ شوق میں دن رات کشکش

دل مجھ کو میں ہوں دل کو پریشان کئے ہوئے

ایک بزرگ جا رہے تھے اور کہہ رہے تھے ”نہ تو میرا خدا اور نہ میں تیرا بندہ“۔

تو پولیس والے یعنی جاسوس لوگ گزر رہے تھے، مسلمان تھے، بادشاہ سے شکایت کی کہ
یہ کیسے بزرگ ہیں؟ کہتے ہیں کہ ”نہ تو میرا خدا اور نہ میں تیرا بندہ“۔ بادشاہ نے کہا کہ کپڑا کر
لے آؤ۔ لائے گئے، پوچھا یہ آپ کی بات کہہ رہے تھے؟ کہنے لگے کہ جب میرا نفس کہتا ہے
کہ اس عورت کو دیکھو، یہ گناہ کرو، وہ گناہ کرو، گناہ کی طرف کھینچتا ہے، تو میں کہتا ہوں کہ
”نہ تو میرا خدا اور نہ میں تیرا بندہ، میں تیری بات نہیں مانتا۔“ اس لئے نفس کی مخالفت کا
اہتمام کامل ہو، استحضارِ کامل، الترامِ کامل ہو۔

حکیم الامت حضرت تحانوی حَفَظَ اللَّهُ عَنْهُ فرماتے ہیں کہ وہ ذرا سی بات جو حاصل ہے

تصوف کا، وہ یہ ہے کہ جس گناہ کا دل میں تقاضا ہو، تقاضے کا مقابلہ کر کے اس گناہ سے بچے، اور جس طاعت میں سستی محسوس ہو، سستی کا مقابلہ کر کے اس طاعت کو کرے۔ جس کو یہ بات حاصل ہو گئی اس کو پھر کچھ بھی ضرورت نہیں یعنی ولی اللہ ہونے کے لئے اور کسی چیز کی ضرورت نہیں۔ گناہ کے تقاضے کے خلاف کرو، اور فراپن و واجبات میں سستی محسوس ہو، سستی کی پرواہ نہ کرو، طاعت واجبہ پر عمل کرو۔ اتنا کام اگر کر لیا تو پھر اس کو کچھ بھی ضرورت نہیں۔ کیوں؟ کیونکہ یہی بات تعلق مع اللہ پیدا کرنے والی ہے، ولی اللہ بنانے والی ہے، اور یہی اس کی محافظت ہے، اور یہی اس کو آگے بڑھانے والی ہے۔ اور اس مقصدِ عظیم کے حصول کے لئے دعا بھی جاری رکھے۔

بِسْ بَحْرِ اللَّهِ تَعَالَى قَوْلِ فَرْمَائَ— وَأَخْرُ دَعْوَا إِنَّ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ
الْعَالَمِينَ وَصَلَّى اللَّهُ عَلَى النَّبِيِّ الْكَرِيمِ
 أَكْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ
 وَعَلَى إِلَهٍ وَآخْرَاهِهِ أَجْمَعِينَ، اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى أَلِّ سَيِّدِنَا
 هُمَّدِ صَلَاتَةً تُنْجِيْنَا بِهَا مِنْ بَعْدِ يَوْمٍ أَلْهَوْا إِلَيْهَا أَلْفَاتٍ وَتَقْضِيَ لَنَا بِهَا
 بِجَمِيعِ الْحَاجَاتِ وَتُنَظِّهِرْنَا بِهَا مِنْ بَعْدِ يَوْمٍ السَّيِّئَاتِ وَتَرْفَعُنَا بِهَا عِنْدَكَ
 أَعْلَى الدَّرَجَاتِ وَتُبَلِّغُنَا بِهَا أَقْصَى الْغَایَاتِ مِنْ بَعْدِ يَوْمٍ الْحَيَّاتِ فِي الْحَيَاةِ
 وَبَعْدَ الْمَمَاتِ إِنَّكَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، اللَّهُمَّ ظَهِّرْ قُلُوبَنَا عَنْ غَيْرِكَ
 وَنَوْرُ قُلُوبَنَا بِنُورِ مَعْرِفَتِكَ أَبَدًا، اللَّهُمَّ إِنَّا نُسَلِّكُ حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ
 يُحِبُّكَ وَالْعَمَلُ الَّذِي يُبَلِّغُنَا حُبَّكَ، اللَّهُمَّ اجْعَلْ حُبَّكَ أَحَبَّ الْأَشْيَاءِ
 إِلَيْنَا وَاجْعَلْ خَشْيَتَكَ أَخْوَافَ الْأَشْيَاءِ عِنْدَنَا، اللَّهُمَّ اجْعَلْنَا لَكَ ذَكَارِيَّنَ
 لَكَ شَكَارِيَّنَ لَكَ رَهَائِيَّنَ لَكَ مِظَوا عِيَّنَ لَكَ مُطِيعِيَّنَ إِلَيْكَ هُمْبِتِيَّنَ
 إِلَيْكَ أَوَّاهِيَّنَ مُنِيبِيَّنَ، اللَّهُمَّ حَبِّبْ إِلَيْنَا الْإِيمَانَ وَزَيِّنْهُ فِي قُلُوبَنَا
 وَكَرِّهْ إِلَيْنَا الْكُفَّرَ وَالْفُسُوقَ وَالْعِصَيَانَ

اے اللہ! ہم سب کو معاف فرمادیجئے، اخلاص عطا فرمادیجئے، دولتِ تقویٰ عنایت فرمادیجئے، اترامِ تقویٰ کی توفیق عطا فرمادیجئے، اتباعِ سنت کی زندگی عطا فرمادیجئے، اپنے اکابر دین کی محبت، عظمت، ادب و احترام اور اتباع عنایت فرمادیجئے، اپنا بنا لیجئے، اولیائے صدیقین کاملین میں اپنے کرم سے شامل فرمادیجئے، ہمارے گناہوں کی خوست سے ہمیں محروم نہ فرمائیے!

نفرہ مستانہ خوش می آیدم	تا ابد جانان چنیں می بايدم
از کرم از عشق معزولم ملن	جز بہ ذکر خویش مشغولم ملن
مغلسا نیم آمدہ در کوئے تو	شیا اللہ از جمال روئے تو

اللَّهُمَّ رَبَّنَا أَتَّا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَّقَنَا عَذَابَ النَّارِ، اللَّهُمَّ رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنفُسَنَا وَإِنَّ لَّمْ تَعْفُرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخَسِيرِينَ، اللَّهُمَّ اغْفِرْ لَنَا ذَنْبَنَا كُلَّهُ دِقَّةٍ وَجُلَّهُ وَأَوْلَهُ وَآخِرَهُ وَعَلَانِيَّتَهُ وَسِرَّهُ، اللَّهُمَّ اغْفِرْ لَنَا مَا قَلَّ مِنَّا وَمَا أَخَرَنَا وَمَا أَعْلَنَا وَمَا أَسْرَرَنَا وَمَا أَشَرَّفَنَا وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنَّا أَنْتَ الْمُقْدِمُ وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ

اے اللہ! ہمیں معاف فرمادیجئے، معاف فرمادیجئے، قرب کامل عطا فرمادیجئے، رضاۓ کامل عطا فرمادیجئے، اے اللہ! ہم سب کو اپنا دیوانہ بنالیجئے، مطبع و فرمانبردار بنادیجئے، عافیت ظاہری بھی عطا فرمادیجئے، عافیت باطنی بھی عطا فرمادیجئے، صراطِ مستقیم پر ہم سب کو استقامت عطا فرمادیجئے، استقامت علی الدین، استقامت علی التقویٰ، استقامت علی طریق الاکابر عنایت فرمادیجئے۔ اے اللہ! اس جامعدار و قیکو شرف قول عظیم عطا فرمائیے، حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب علیہ السلام کے درجات کو بے شمار بلند فرمائیے اور ان کے جو صاحبزادے مولانا عبد اللہ خالد صاحب ہیں جو اس ادارے کے ذمہ دار ہیں، اے اللہ ان کی حیات میں برکت عطا فرمائیے، عافیت کاملہ کے ساتھ، زندگی میں عظیم الشان

برکت عطا فرمائیے، محبوبیت کاملہ عطا فرمادیجئے، اور اس ادارے کی اور سب دینی مدارس کی تمام ضروریات کو نزد انہ غیبیہ سے پورا فرمادیجئے، ہمارے تمام مقاصدِ حسنہ پورے فرمادیجئے، تمام نیک و جائز حاجتیں پوری فرمادیجئے، پوری امت مسلمہ پر رحم فرمادیجئے۔ اس ملک پر اور تمام ممکن لک اسلامیہ پر رحم و کرم کی بارشیں فرمادیجئے۔

اللَّهُمَّ ارْحُمْ أُمَّةَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، اللَّهُمَّ أَصْلِحْ أُمَّةَ
مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، اللَّهُمَّ فَرِّجْ عَنْ أُمَّةَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ، اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِأُمَّةَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، اللَّهُمَّ رَبَّنَا أَعِنَا
بِالْعِلْمِ وَرَبَّنَا بِالْحِلْمِ وَأَكْرَمَنَا بِالْتَّقْوَى وَبِعِزْلَنَا بِالْعَافِيَةِ، رَبَّنَا لَا تُرِغِّ
قُلُونَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَابُ،
اللَّهُمَّ إِنَّا نَسْأَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِي دِينِنَا وَدُنْيَا وَفِي أَهْلِنَا وَمَا لَنَا،
رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ آزْوَاجِنَا وَدُرْرِيَّتِنَا قُرْتَةَ أَعْيُنٍ وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِينَ إِمَاماً،
اللَّهُمَّ إِنَّا نَسْأَلُكَ عَيْنَيْنِ هَطَالَتِيَّنِ تَسْقِيَانِ الْقُلُبِ بِنُرُوفِ الدَّامِعِ
مِنْ خَشْيَتِكَ قَبْلَ أَنْ تَكُونَ الدَّمْوَعُ دَمَّاً وَالْأَضْرَاسُ جَمِّراً

اے دریغا! اشکِ من دریا بودے	تا ثارِ دبرے زیبا شدے
-----------------------------	-----------------------

اللَّهُمَّ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ وَتُبَّعَ عَلَيْنَا إِنَّكَ
أَنْتَ النَّوَابُ الرَّحِيمُ سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ
وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَلِمِيْنَ
وَصَلَّى اللَّهُ عَلَى النَّبِيِّ الْكَرِيمِ



..... حَكِيمُ الْعِزَّةِ مُحَمَّدُ شَرُفُ الْحَسَنِ
حضرت مولانا شاہ محمد شرف لی تھانوی نور اللہ قادرہ

اکابر کی عظمت سے دین قائم ہے

ارشاد فرمایا کہ اہل علم کے کام کی ایک بات بتلاتا ہوں کہ دین پر عمل کرنے کا مدار سلف صالحین کی عظمت پر ہے۔ اس لئے حتی الامکان ان پر اعتراض و تقبیص کی آج نہ آنے دینا چاہئے۔ (ملفوظات حکیم الامت ج ۲۳ ص ۳۸۸)

بزرگوں کی پیروی میں دنیا کی راحت ہے

ارشاد فرمایا کہ بزرگوں کا نمونہ بننے ہی میں دین کی حفاظت ہے اور دنیا کی عزت ہے۔ جب کسی بزرگ سے محبت ہوتی ہے تو ان کی ہر ادا سے محبت ہوتی ہے، اول اول یہ شخص بہ تکلف ان کی ادائیگی کو اختیار کرتا ہے، پھر اللہ تعالیٰ اس کو سچ مج مشاہد کر دیتے ہیں، حتیٰ کہ بعض اوقات صورت و شکل اور چہرہ مہرہ بھی ان ہی کی طرح ہو جاتا ہے۔ اس لئے ہمیشہ اپنے بزرگوں کا نمونہ پر چلنے کی کوشش کرنا چاہئے۔ جہاں رہوان ہی کے طرز پر ہو، اس سے ایک قدم نہ ہٹو، اسی میں دین کی حفاظت ہے اور دنیا کی بھی عزت ہے۔ تمہاری گفتار، رفتار، نشست و برخاست، چال ڈھال سب اپنے بزرگوں کے نمونہ پر ہو، اس کا پورا اہتمام کرو۔ (ملفوظات حکیم الامت ج ۲۲ ص ۱۲)

بزرگوں کی اصل برکات کیا ہیں؟

ارشاد فرمایا کہ بزرگوں کی اصل برکات تو ان حضرات کے اقوال و اعمال و احوال ہیں، ان سے برکت حاصل کرنی چاہئے لیکن بزرگوں کی شان میں ادنیٰ بے ادبی بھی موجب محرومی برکات باطنی ہے۔ اس لئے باوجود عدم شغف کے بزرگوں کی برکات ظاہری کا بھی بہت ادب کرنا چاہئے۔ (عدم شغف سے مراد یہ ہے کہ جو آج کل لوگوں نے برکات کے متعلق اعتقاد اور عمل میں غلوکر رکھا ہے، اس کو ناجائز سمجھے)۔ (ملفوظات حکیم الامت ج ۲۲ ص ۱۳۸)

یہ کتابہ بذرا سے بلا معاضہ تلقیم کی جاتی ہے
اس کی خرید و فروخت کی اجازت نہیں ہے